



ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَا أَزْدُرُكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾

(القدر: 2 تا 4)

ترجمہ: ہم نے یقیناً اس (قرآن) کو ایک (عظیم الشان) تقدیروں والی رات میں اتارا ہے اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (عظیم الشان) رات جس میں تقدیریں اترتی ہیں کیا شے ہے۔ یہ (عظیم الشان) تقدیروں والی رات تو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے۔



فرمانِ خلیفہ وقت

نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”پس... جو رمضان کا مہینہ ہے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اگر ہمارے اندر نمازوں اور عبادت میں پہلے کوئی کمزوری تھی تو ہم اسے دور کر کے اس طرف اس نیت سے توجہ کریں کہ اس اہم حکم کو ہم نے باقاعدہ اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ صرف رمضان میں ہی اس حکم کو اپنے اوپر لاگو نہیں کرنا یا رمضان کے لئے ہی خاص مخصوص حکم نہیں ہے بلکہ ایک مومن کو تو ہمیشہ ہی یہی حکم ہے... رمضان کا مہینہ برکتوں کا مہینہ ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، اس لئے ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بنیں اور... رمضان کے مہینے سے فائدہ اٹھالیں۔ اس بارے میں ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہمارے دل کی گہرائیوں تک ہے۔ وہ ہماری نیتوں کو جانتا ہے اور ہمارے اعمال کو ہماری نیتوں کے مطابق دیکھتا ہے تو پھر ہمیں اس نیت سے مساجد کی آبادی اور عبادت کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں اور اس مہینے کی عبادتوں کو پھر زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں... اللہ تعالیٰ ہمیں... جہاں اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے اور انہیں مستقل رکھنے کی توفیق عطا فرمائے وہاں ہمیں دوسرے اخلاق اور حقوق کی ادائیگی کے معیار بھی قائم کرنے اور انہیں مستقل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔“

(خطبہ جمعہ 3 جولائی 2015ء)

اس شمارہ میں

● اداریہ۔ رمضان میں کرنے کے کام

● تعارف سورۃ البقرہ

● مسنون کلمات

● احادیث نبویہ کی روشنی میں قیام رمضان کے تقاضے اور برکات

● جماعت احمدیہ دوالمیال

● احساس کمتری اور اس کا ہو میو علاج

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (ال عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمرات 23۔ اپریل 2020ء | 29 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 98



فرمانِ رسول ﷺ

روزہ شفاعت کرے گا

رسول کریمؐ نے فرمایا: روزے اور قرآن، قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے کہ اے میرے رب! میں نے بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(مسند احمد، کتاب مسند البکثرین من الصحابة، باب مسند عبد اللہ بن عمرو)



حضرت سلطان القلم کے رشحاتِ قلم

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

• ”خدا تعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک قدم آگے رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھٹے میں ہے۔“

• ”اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور

بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر، یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ

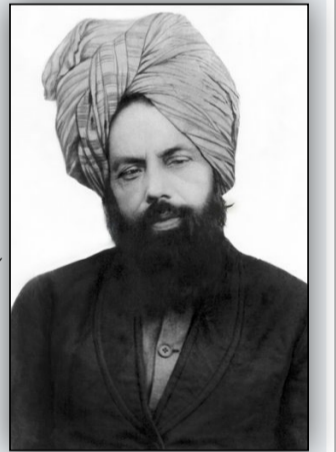
معصیت ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں

ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے

تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ

ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو، میں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 67)



دُنیا بھر میں کورونا میں مبتلا احمدیوں کے لئے دُعا کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17-اپریل 2020ء میں فرمایا۔

”آخر پر میں دوبارہ آج کل کے مرض کے حوالے سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے احمدی مریض ہیں بعض، اُن کے لئے بھی دُعا کریں اللہ تعالیٰ سب کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحیح رنگ میں ہمیں عبادت کا اور حقوق العباد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جلد یہ بلا ہم سے دُور فرمائے۔ دُنیا کو بھی سمجھ اور عقل دے وہ بھی ایک خدا کو پہچاننے والے بنیں، خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بنیں، توحید کو جاننے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔“

کبھی بھی دیر نہ کرنا

اٹھو نیکی کمانے میں کبھی دیر نہ کرنا
جھانیں بھول جانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
مریض لا دوا کو رات کا گریہ شفاء دے گا
یہ نسخہ آزمانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تمہیں شامل کرے گا ایک دن وہ سر بلندوں میں
مگر سر کو جھکانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تمہارے واسطے جلدی کھلے یا دیر سے وہ در
اُسے تم کھٹکھٹانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
وہ مالک ہے دُعا سن لے گا تیری جب وہ چاہے گا
مگر تو ہاتھ اٹھانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
میں خالی ہاتھ تیرے در پہ یا رب آن بیٹھا ہوں
میری بگڑی بنانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
میرے پھیلے ہوئے ہاتھوں کی رکھ لے لاج اے مولا
خدا! مان جانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
میرے سجدے میری بخشش کا باعث بن نہیں سکتے
تو مجھ پہ رحم کھانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
بہت اب ہو چکی مالک بخش دے سب خطاؤں کو
میری خوشیاں لوٹانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تیرے ”کن“ کی تمنا دل میں لے کر جی رہے ہیں ہم
تو ہونٹوں کو ہلانے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
تیرے فضلوں کی بارش کی تمنا کرتا ہے ساجد
گھٹائیں لے کے آنے میں کبھی بھی دیر نہ کرنا
قریشی داؤد احمد ساجد۔ اسکاٹ لینڈ

اداریہ

رمضان میں کرنے کے کام

- اپنے رب کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے رب کو مل لیں اور اس کا ہو جائیں اور وہ آپ کا ہو جائے۔
- اگر شرعی عذر نہ ہو تو روزہ ضرور رکھیں۔ روزے داروں کے لئے جنت میں داخلے کا دروازہ ”ریان“ ہے۔ اس کے حصول کے لئے دعا بھی کریں۔
- روزوں کا مقصد قرآن کریم میں ”لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ بیان ہوا ہے۔ لہذا تقویٰ اختیار کریں۔
- اپنی اصلاح نفس کریں۔ حدیث میں ہے ”فَاَحْفَظُوا فِيهِ اَنْفُسَكُمْ“ کہ رمضان میں اپنے نفوس کی حفاظت کرو۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے تین عشروں کو بالترتیب رحمت، مغفرت اور آگ سے نجات کا عشرہ قرار دیا ہے۔ اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔
- پنجوقتہ نماز ادا کی جائے۔ اگر ممکن ہو تو مساجد، نماز سنٹرز میں جا کر نماز باجماعت ادا کریں۔
- اپنے بچوں کو نماز کے لئے مساجد اپنے ساتھ لے کر جائیں۔
- روزانہ نماز تہجد کا اہتمام کریں۔ کم از کم 2 نفل ضرور ادا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے رمضان میں راتوں کا قیام تمہارے لئے بطور سنت چھوڑا ہے۔
- اپنے اہل و عیال کو بھی تہجد کے لئے بیدار کریں۔
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کی تعمیل میں 2 نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔
- اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ادائیگی اور روزوں کی توفیق پانے پر شکرانے کے نوافل ادا کریں۔
- روزانہ تلاوت قرآن کریم ہو۔ کوشش کریں کہ کم از کم ایک بار قرآن کا دور مکمل ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ روزے، قرآن اور آخری روز بندے کے لئے سفارش کریں گے۔
- مساجد میں نماز فجر یا دیگر نمازوں کے بعد درس ہو تو ضرور سُنیں۔ بصورت دیگر گھر میں اہل خانہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کر کے درس کو رواج دیں۔
- نماز عصر کے بعد ایم ٹی اے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس Repeat نشر ہوتے ہیں۔ انہیں سننے کی عادت بنائیں۔
- اگر آپ کے گھر ایم ٹی اے میسر نہیں تو اس روحانی مادہ کو ضرور لگوائیں۔ حضور انور کے خطبات اور دیگر live پروگرامز ضرور دیکھیں۔
- تسبیح و تحمید سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور استغفار و درود شریف کا کثرت سے ورد کریں۔
- افطاری و سحری کا وقت دعاؤں میں گزاریں۔ یہ اوقات قبولیت دعا کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اہل زمین پر عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں پھر جب میں اپنے گھروں کو آباد کرنے والوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں اور تہجد پڑھنے والوں اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو ان کی خاطر میں ان (سب اہل زمین) سے عذاب کو پھیر دیتا ہوں۔ (بحوالہ تفسیر القرطبی)
- رمضان میں کثرت سے دعائیں کریں۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اکثر الجزائر، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا کے احمدیوں کے لئے دعا کی تلقین کرتے ہیں۔ احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کی جائیں۔
- غزوہ بدر بھی رمضان میں ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”بدر کے قصہ کو مت بھولو“۔ اس ناطہ سے تمام امت اور دنیا کے لئے دعا کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ اے اللہ! اگر آج تیری عبادت کرنے والے یہ چند لوگ ہلاک ہو جائیں تو تیری عبادت کرنے والے دنیا میں نہ ہوں گے۔
- کم سونا، کم کھانا، اور کم بولنا صوفیاء کی علامات بیان کی جاتی ہیں اور رمضان ان علامتوں کو اپنانے کا بہترین موقع ہے۔
- اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھیں۔
- جھوٹ، غیبت، جھگڑے، گالی دینے اور غصہ کرنے سے اجتناب کریں۔
- اپنی بیویوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں روزوں کا ذکر فرمایا ہے وہاں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے ”لباس“ قرار دیا ہے۔
- اگر ممکن ہو اور حالات اجازت دیں تو اعتکاف ضرور کریں اور لیڈ القدر تلاش کریں۔
- کثرت سے صدقات دیں اور فطرانہ جلد ادا کریں۔
- فدیہ بھی اگر طاقت ہو تو ضرور دیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ روزہ کی توفیق کے لئے فدیہ دینا چاہئے۔
- غرباء اور مستحقین کی مدد کریں۔
- عید کے موقع پر غرباء پروری کو رواج دیں۔
- تحریک جدید اور وقف جدید کے وعدہ جات کی ادائیگی کریں اور عید فنڈ بھی ادا کریں۔
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ رمضان کے آخری روز اگر درس القرآن ارشاد فرمائیں تو اس سے ضرور استفادہ کریں۔
- آج کل تمام دنیا جان لیوا کورونا وائرس میں مبتلا ہے انسانیت کی حفاظت کے لئے دعا کریں۔
- اللہ تعالیٰ سب کو اس وباء سے محفوظ رکھے۔ آمین

تعارف سورۃ البقرہ

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 287 آیات ہیں)

• ایسی عالمگیر کتاب ان کو دے جو کامل شرعی احکام رکھتی ہو۔
• ان شرعی احکام کی حکمت بھی واضح کرے۔

• ایسے کامل ضابطہ اخلاق پر مبنی ہو جو ان کے تزکیہ کا باعث بنے اور انہیں ایک طاقتور قوم بنا دے اور ساری دنیا کی ہدایت کا موجب ہو۔
• حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار مقاصد کے لئے دعا کی ہے اس سورۃ میں اسی ترتیب سے ان چاروں مقاصد کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ آیات کا ذکر پہلی 168 آیات میں ہے، کتاب (شرعی احکامات) اور حکمت کی تعلیم آیات 169 تا 243 میں دی گئی ہے۔ جبکہ قومی ترقی اور تزکیہ کی تعلیم آیات 244 تا 287 میں ہے۔

آیات کے پڑھے جانے سے مراد آنحضرت ﷺ کی صداقت کے دلائل ہیں۔ کتاب اور حکمت سکھانے سے مراد وہ شرعی احکام ہیں جو اس سورۃ میں بیان ہوئے ہیں اور ان کی حکمت اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان فرمائی گئی ہے اور آخر پر حضرت ابراہیم کی دعا میں جس تزکیہ کا ذکر ہے وہ ان قوانین پر منتج ہوا ہے جن کی طرف اس سورۃ میں قومی ترقی کے حصول کی خاطر توجہ دلائی گئی ہے۔

اس سورۃ کے 40 رکوع اور 287 آیات ہیں۔ اس سورۃ کے آغاز میں تین بنیادی عقائد کا ذکر ہے جن میں خدا پر ایمان، وحی و الہام اور حیات بعد الموت پر ایمان شامل ہیں جبکہ دو عملی احکام یعنی نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ بقیہ آیات انہی احکامات کی تفصیل ہیں۔

(سورۃ الفاتحہ میں کی گئی) دعائے ہدایت کے جواب میں اس سورۃ کے آغاز میں ہی یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ کامل ضابطہ قوانین پر مشتمل ہے جس میں جملہ حقائق جو صحف سابقہ میں پائے جاتے ہیں موجود ہیں اور مزید حقائق بھی جو ان میں بیان نہیں ہوئے اور یہ کتاب انسان کو اعلیٰ روحانی مدارج کے حصول کے لئے بہترین رہنمائی کرتی ہے۔

دوسرے رکوع میں زبانی ایمان کے دعاوی (منافقت) کا ذکر کیا گیا ہے یعنی ایسے بودے ایمان کا جس کی جڑیں دل میں پیوست نہ ہوں۔ تیسرے رکوع میں وہ معیار بیان کیا گیا ہے جس کے مطابق قرآن کریم کی صداقت کو جانچا جاسکتا ہے۔ اس غرض کے لئے اس مادی دنیا میں ہونے والی تدریجی ترقی کو معیار بنایا گیا ہے یہی تدریجی ترقی روحانیت میں پائی جاتی ہے۔

اس کے بعد روحانی دنیا کے پہلے وجود حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے آپ وہ پہلے وجود ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی وحی سے مشرف فرمایا۔ چوتھے رکوع میں ہمیں آنحضرت ﷺ پر ہونے والے اعتراضات سے مطلع کیا گیا ہے۔ مگر یہ اعتراضات آپ ﷺ کی صداقت سے دور نہیں کر سکتے جیسا کہ ایسے اعتراضات حضرت آدم کی صداقت کو دور نہیں کر سکے۔

اگلے بارہ رکوع یعنی رکوع نمبر 5 تا 16 میں حضرت آدم علیہ السلام پر جلوہ گر ہونے کے بعد نئی وحی کا اعادہ کرنے کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ مادی ترقی کی طرح روحانی ترقی کے مدارج طے کرنے کے لئے ہر دور میں خدا تعالیٰ اپنی وحی نازل فرماتا چلا آیا ہے اور ہر وحی اپنی سابقہ وحی سے زیادہ اعلیٰ تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نئی شریعت کی بنیاد رکھی۔ آپ کے بعد پے در پے انبیاء مجھوائے گئے۔ جن کو بنی اسرائیل کی مخالفت اور ظلم و تعدی کا سامنا رہا۔ مستقل طور پر خدائی احکام کی نافرمانی اور ظلم و تعدی کے باعث بنی اسرائیل خدا کی نظر سے گر گئے اور بابل کی پیشگوئیوں کے مطابق نبوت بنو اسماعیل کو منتقل ہو گئی اور عرب کے بیابان اور ویران علاقہ مکہ میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے۔ جن کو اکمل ترین شریعت دی گئی۔ اس بات نے بنی اسرائیل کو غم و غصہ سے بھر دیا جبکہ ان کو نبوت سے محروم کئے جانے پر ایسے اظہار کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔ چنانچہ انہوں

مکرم وقار احمد بھٹی نے ترجمہ القرآن انگریزی از ملک غلام فرید میں درج سورتوں کے تعارف کا اردو ترجمہ قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے بطور مادہ تیار کرنے کا عزم کیا ہے۔ آج اس سلسلہ میں سورۃ البقرہ کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قارئین کے لئے استفادہ کا باعث بنائے اور موصوف کو یہ کام مکمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین (ایڈیٹر)

وقت نزول اور متن

یہ سورۃ قرآن کریم کی سب سے طویل سورۃ ہے جو مدینہ میں ہجرت کے پہلے چار سالوں میں نازل ہوئی اور اس کو البقرہ کہا جاتا ہے۔ یہ نام آنحضرت ﷺ سے مروی ہے اس سورۃ کا عنوان اس کی آیات 68 تا 72 سے منتخب شدہ معلوم ہوتا ہے۔ جہاں یہودیوں کا ایک اہم واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ یہودی ایک لمبا عرصہ مصر میں غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے اور فرعون کا ظلم سہتے رہے جو گائے کے پجاری تھے۔ جیسا کہ بالعموم غلام اقوام میں ہوتا ہے یہودیوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے مصریوں کے رسم و رواج اپنا لئے اور نتیجتاً گائے کے لئے ان کے دل میں ایک خاص محبت اور مقام پیدا ہو گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں سے ایک خاص گائے کو ذبح کرنے کا کہا جو ان کے درمیان ایک معبود کی حیثیت اختیار کر گئی تھی تو انہوں نے اس بات پر بہت بحث کی اسی واقعہ کی طرف آیات 68 تا 72 اشارہ کرتی ہیں۔

البقرہ کے علاوہ اس سورۃ کا ایک نام الظہراء بھی ہے اور سورۃ البقرہ اور آل عمران دونوں کو الظہروان بھی کہتے ہیں۔ یعنی دو نہایت روشن اور پمکدار۔ (صحیح مسلم) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”ہر چیز کا ایک بلند ترین مقام ہوتا ہے اور قرآن کریم کا بلند ترین مقام سورۃ البقرہ ہے۔“ (جامع ترمذی)

اس سورۃ کو سورۃ الفاتحہ کے عین بعد میں رکھا گیا ہے کیونکہ یہ ان جملہ سوالات کے جواب بیان کرتی ہے جو قاری کے ذہن میں سورۃ الفاتحہ کے بعد قرآن کریم کے متن کے آغاز میں ابھرتے ہیں۔ اگرچہ سورۃ الفاتحہ اجمالاً قرآن کریم کی جملہ سورتوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے تاہم سورۃ البقرہ کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے۔ جو اس دعا کی قبولیت کے طور پر ہے کہ ”ہمیں سیدھا راستہ دکھا..... جو مغضوب نہ ہوئے۔“ یقیناً سورۃ البقرہ میں جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم سے نوازا گیا ہے اور تزکیہ کے ذرائع کا ذکر ہے (البقرہ: 130) یہ امور اس دعا کی قبولیت کے لئے نہایت موزوں اور تسلی بخش جواب مہیا کرتے ہیں۔

مضامین سورۃ البقرہ

بسا اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم اس سورۃ سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ اس کی پہلی آیت میں ہے کہ یہ ایک (کامل) کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ جبکہ سورۃ الفاتحہ جو کہ اپنی ذات میں پورے قرآن کا خلاصہ ہے اور اہم ترین جزو ہے اپنا ایک الگ اور منفرد مقام رکھتی ہے۔ جس کا ذکر سورۃ الحجر کی آیت 88 میں یوں کیا گیا ہے کہ ”اور یقیناً ہم نے تجھے سات بار بار دہرائی جانے والی (آیات) اور قرآن عظیم عطا کئے ہیں۔“

سورۃ البقرہ کے مضامین کی تفصیل اور ترتیب اس کی آیت 130 میں نہایت پر حکمت انداز میں بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے جس میں آپ نے اہل مکہ میں ایک نبی مبعوث کرنے کی التجا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی ہے۔ اور اس نبی کی نشانیاں یہ بتائی ہیں کہ وہ ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سنائے۔

نے نہ صرف آپ ﷺ کی بھرپور مخالفت کی بلکہ آپ کو ناکام و نامراد کرنے کی سر توڑ کوششیں کیں۔ مگر الہی تدبیر کے سامنے کبھی کوئی مخالفت کامیاب نہ ہو سکی۔

اگلے دو رکوع (17 اور 18) میں بنی اسرائیل کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے کہ آخر کیوں آپ ﷺ نے جملہ سابقہ انبیاء کے قبلہ کو الوداع کہہ کر مکہ کو قبلہ اپنایا۔ ان کو سب سے پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ کسی عبادت میں خاص رخ کو اپنانا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس پر بحث کی جائے اس کا بنیادی مقصد لوگوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا ہے۔ دوسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں بنو اسماعیل کے لئے یہ دعا کی گئی تھی اور یہ پیشگوئی تھی کہ مکہ ایک دن مقام حج بنے گا اور خانہ کعبہ ان حاجیوں کا قبلہ ہوگا۔ رکوع نمبر 19 میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو کفار کی طرف سے توحید کے پرچار کے مشن میں سخت مخالفت کا سامنا ہوگا اور یہ مخالفت فتح مکہ تک جاری رہے گی۔ رکوع نمبر 20 میں اس اعلیٰ صداقت کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے کہ جو کچھ بھی گزشتہ مضامین بیان کئے گئے ہیں وہ محض اٹکل پچو نہیں ہیں اور زمین اور آسمان کی پیدائش اور دن اور رات کے بدلنے میں اور قانون فطرت میں یہ ناقابل تردید گواہی ہے کہ قانون قدرت کی طرح روحانی ترقی کے مدارج میں بھی تدریجی ترقی ہوتی ہے اور دوسری طرف ساری کائنات آنحضرت ﷺ کی تائید و نصرت کے لئے مسخر معلوم ہوتی ہے۔ رکوع نمبر 21 کے ساتھ ہی شرعی احکامات اور ان کی حکمتوں کا بیان شروع ہو جاتا ہے۔ اور سب سے پہلے حلال اور حرام غذا کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ انسان کے عمل کا تعلق اس کی ذہنی حالت سے ہے اور ذہنی حالت پر غذا غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ رکوع نمبر 23 میں اسلامی تعلیمات (ایمانیات) کا ذکر کیا گیا ہے جن میں اللہ، حیات بعد الموت، صحف سابقہ اور رسولوں پر ایمان شامل ہے۔ اسی طرح دیگر نیکیوں میں دوسروں سے اچھا سلوک کرنا، عبادت کرنا اور مالی امداد کے ذریعہ قومی فائدہ پہنچانے کو شامل کیا گیا ہے۔ ان نیک باتوں میں تنگی اور تکلیف میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا اور اپنے عہد و پیمانے پورے کرنا بھی شامل ہے۔ عدل و انصاف کو قائم کرنا، عزیز رشتہ داروں کی جائز مدد اور معاشرتی قوانین کی پاسداری جن میں وراثتی قانون کو خاص طور پر اہمیت دے کر بیان کیا گیا ہے۔ اسی رکوع میں روزہ کے ذریعہ للہی ریاضت کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر 24 اور 25 میں مناسک حج کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو قومی یکجہتی کو اجاگر کرنے اور مسلمانان عالم کی وحدت کی اہمیت کو بیان کرنے کے لئے اسلامی عبادت ہے۔ رکوع نمبر 26 میں شرعی احکامات کی فلاسفی پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر بالخصوص توجہ دینی ضروری ہے کیونکہ ظاہری اعمال کا باطنی پاکیزگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ عمومی طور پر شرعی احکامات سے روگردانی اس لئے کی جاتی ہے کہ انسان اپنا وقت اور مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرنا چاہتے اور طرح طرح کے بہانے بنا کر اس اہم ذمہ داری سے بھاگتا چاہتے ہیں۔ درحقیقت کسی بھی قسم کی ترقی بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے مومنوں کو ابھارا گیا ہے کہ وہ اپنی محنت سے کمائی ہوئی دولت اللہ کے راستے میں خرچ کریں تاکہ مذہبی آزادی کو رائج کیا جاسکے۔

رکوع نمبر 27 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ جب مذہبی آزادی کو پامال کیا جائے تو ایسی صورت میں جنگ فرض ہو جاتی ہے اور جان و مال کی قربانی کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ محض وقت گزاری اور ذہنی سکون کی خاطر لوگ شراب نوشی میں ملوث ہو جاتے ہیں اور جنگ کے اخراجات اٹھانے کے لئے جوا کھیلتے ہیں۔ اسلام ایسے بد اعمال کی مذمت کرتا ہے۔ پھر ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنگوں کے بعد یتیمی کی کثرت ہو جاتی ہے جن کا خیال رکھنا ضروری ہے اور اسی ضمن میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ مشرک عورتوں سے ہرگز شادی نہ کریں کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ اُن کی گھریلو زندگی میں قباحت کی صورت میں نکلے گا۔

فرخ شاد

تلاوت قرآن پاک اور بعض مسنون کلمات

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں

(جہاں کہیں بھی استغفار کا ذکر ہو اَسْتَغْفِرُ اللہَ کہنا چاہئے)

14- اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَدْرِ عَلٰى اَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى (القيمة: 41)
اَللّٰهُمَّ بَلِّى (تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 452 عربی مصر)

ترجمہ: ہاں اے اللہ یقیناً

15- فَبِآيٰ حَدِيْثٍ بَعْدَ اٰيٰتٍ مُّسْنُوْنَ (المرسلت: 51)
اَمَّنَّا بِاللّٰهِ

(الاتقان جلد اول عربی صفحہ 106 مطبوعہ سمیل اکیڈمی لاہور)

ترجمہ: ہم اللہ پر ایمان لائے۔

16- يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرْبًا (النبا: 41)
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں

17- سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (الاعلى: 2)
سُبْحٰنَ رَبِّيْ الْاَعْلٰى (جواہر الاحسان تفسیر سورۃ الاعلى)

ترجمہ: پاک ہے میرا رب جو بلند شان والا

18- ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (الغاشية: 27)
اَللّٰهُمَّ حَاسِبِنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 478)

ترجمہ: اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے۔

19- فَالْتَهَمَهَا فُجُوْرًا وَّ نَقُوْرًا (الشمس: 9)
اَللّٰهُمَّ اَبِّ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا، وَ زَكَّيْهَا اَنْتَ خَيْرٌ مِّنْ ذَّاكَّهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ اَنْتَ مَوْلَاهَا

ترجمہ: اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ سے آراستہ فرما، اسے پاکیزگی عطا فرما، توبہ سے بہتر پاکیزگی عطا کرنے والا ہے، تو ہی ولی ہے اور توبہی مولیٰ ہے۔

20- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ (التين: 9)
بَلٰى، وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ (جواہر الاحسان تفسیر سورۃ التين)

ترجمہ: ہاں، اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔

21- فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ (النصر: 4)
سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ

(بخاری کتاب التفسیر)

ترجمہ: اے ہمارے رب! تو پاک ہے اور سب تعریف تیرے ہی لئے تو ہے۔ تو ہمیں بخش دے۔

22- تلاوت کے دوران جہاں جہاں عذاب کا ذکر ہو۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْنَا

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں عذاب میں مبتلا نہ کرنا۔

23- جہاں جہاں جنت کا ذکر ہو۔

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ

(الاتقان جلد 1 ص 106)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما۔

24- جہاں سجدہ تلاوت ہو، وہاں سجدہ کرنا اور یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔
سَجَدَ لَكَ رُوْحِيْ وَ جَسَدِيْ وَ جَنَانِيْ

(ترمذی مایقول فی سجود القرآن جلد 2 صفحہ 106)

ترجمہ: اے اللہ! سجدہ کیا تیرے لئے میری روح نے اور میرے جسم نے اور میرے دل نے۔

یہ دعا بھی پڑھی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَ حَيَاتِيْ وَ اَمَنَ بِكَ فُوَادِيْ

ترجمہ: اے اللہ! میرا جسم تجھے سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔

25- قرآن کریم کے اختتام پر ”دعائے ختم القرآن“ پڑھنی مسنون ہے۔ یہ دعا قرآن کریم کے آخر میں درج ہوتی ہے۔

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ احباب و خواتین اس ماہ تلاوت قرآن کریم کثرت سے کریں۔ تلاوت قرآن کریم کرتے وقت بعض مسنون کلمات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ جو ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ قرآن کریم پڑھتے وقت اس کو مد نظر رکھیں۔ جزاکم اللہ (ایڈیٹر)

1- غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ (الفاتحہ: 7)
آمین۔

ترجمہ: اے اللہ میری دعا قبول فرما۔

(قرآن کریم میں جہاں کہیں دعائیہ کلمات آئیں وہاں ”آمین“ کہنا چاہئے)

2- فَاصْرُفْنَا عَلٰى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (البقرہ: 19)
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

ترجمہ: اے میرے رب میرے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ جو ہمارا رب ہے تمام حمد تیرے لئے ہے۔

3- شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُو الْعِلْمِ قٰبِلًا بِاَلْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران: 19)
وَ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ اَمْرٌ رَبِّ وَاَنَا اَشْهَدُ بِهٖ

ترجمہ: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو میرا رب ہے۔

4- وَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ كَذٰبُ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ (بنی اسرائیل: 112)
اَللّٰهُ اَكْبَرُ يَا تَوَكَّلْتُ عَلٰى الْحَيِّ لَا يَمُوْتُ

(تفسیر ابن کثیر عربی جلد 3 ص 70)

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ یا

ترجمہ: میں اس ذات پر جو زندہ ہے جس پر موت وارد نہیں ہوتی توکل کرتا ہوں۔

(جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تکبیر کا ذکر ہو وہاں ”اللہ اکبر“ کہنا چاہئے)

5- مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفح: 30)

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی سلامتی ہو محمد پر اور آپ کی آل پر۔

6- فَبِآيٰ اَلآءٍ رَبِّيْكَ تَتَكَبَّرُ فِيْ (الرحمن)
لَا يَشِيْءُ مِّنْ نَّعْمَتِكَ رَبَّنَا نَتَكَبَّرُ فَلَكَ الْحَمْدُ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الرحمن)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کی بھی تکذیب نہیں کرتے تمام حمد تیرے لئے ہے۔

7- اَمْرًا نَّحْنُ الْخٰلِقُوْنَ (الواقعہ: 60)

8- اَمْرًا نَّحْنُ الزَّٰرِعُوْنَ (الواقعہ: 65)

9- اَمْرًا نَّحْنُ الْمُنزِلُوْنَ (الواقعہ: 70)

10- اَمْرًا نَّحْنُ الْمُنشِئُوْنَ (الواقعہ: 73)
بَلْ اَنْتَ يَا رَبِّ

ترجمہ: یقیناً اے میرے رب

11- فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (الواقعہ: 97)
سُبْحٰنَ رَبِّيْ الْعَظِيْمِ (تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص 301)

پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا (جہاں کہیں تسبیح باری تعالیٰ ہو تو تسبیح کرنا مسنون ہے)

12- فَتَنَ يَّاتِيْنِكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (الملک: 31)
اَللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (تفسیر جلالین جلد 3 ص 466 مطبع نظام دہلی)

ترجمہ: اللہ سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔

13- وَ اسْتَغْفِرْ وَاَللّٰهُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

رکوع نمبر 28 تا 31 میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ مخصوص دنوں میں عورتوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات نہ قائم کئے جائیں جو عارضی علیحدگی کی ایک صورت ہے۔ ان ہدایات کے بعد طلاق کے قوانین وضع کئے گئے ہیں جو نسبتاً مستقل علیحدگی کی صورت ہے۔ بعد ازاں رضاعت اور بیواؤں کی بابت اصول بتائے گئے ہیں۔

رکوع نمبر 32 اور 33 میں خاص طور پر ملکی ترقی کی خاطر ایسے اصول بتائے گئے ہیں جن پر عمل کر کے ایک قوم حقیقی ترقی حاصل کر سکتی ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ طاقتور اقوام کے مقابل پر اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے انہیں ایک موت کو قبول کرنا ہوگا تاکہ حق اور تقویٰ پروان چڑھے۔

رکوع نمبر 34 میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین پر ہر انسان کا ٹھکانہ عارضی ہے اور اُسے چاہئے کہ اپنے خالق سے تعلق استوار کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے اور یہ مقصد خدا تعالیٰ کی صفات پر گہری سوچ و بچار کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بعد ازاں آیت الکرسی کو رکھا گیا ہے جسے آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کی چوٹی کا حصہ قرار دیا ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کا بیان ہوا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایسی اعلیٰ اور اکمل صفات کے مالک خدا سے تعلق جوڑنے کے لئے کسی جبر واکراہ کی ضرورت نہیں۔ (سورۃ البقرہ میں آیت الکرسی رکھ کر یہ بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ جی و قیوم خدا کو چھوڑ کر ایک گائے کو معبود بنانا کس قدر بے وقوفی اور گھائے کا سودہ ہے۔ از قلم مترجم)

35 ویں رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ تقویٰ کی جڑیں کسی بھی شخص میں خدا کے فضل سے جڑ پکڑتی ہیں جبکہ اخلاقی اقدار قوموں میں نبیوں کے ذریعہ پروان چڑھتی ہیں اور اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اس قسم کی احواء نو حضرت ابراہیم کی نسل میں چار مرتبہ وقوع پذیر ہوگی۔ پھر یہ بتایا گیا ہے کہ اجتماعی کوشش اور ملکی تعاون اخلاقی اقدار کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ ان اجتماعی کوششوں اور ذہنی ہم آہنگی کے نتائج مومنوں کی قربانیوں سے بہت بڑھ کر نکلتے ہیں۔

پھر جملہ لین دین کے معاملات میں سود کو سختی سے منع کیا گیا ہے اور سود دینے والے اور لینے والے کو خدا اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کرنے والے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ سودی کاروبار باہمی ہم آہنگی اور تعاون اور دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی روح کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کو مزید بتایا گیا ہے کہ وہ کسی ایسی بات کی طرف توجہ نہ دیں کہ سود کے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ خدانے ہر سودی کاروبار کرنے والے ملک کی تباہی مقدر کر چھوڑی ہے پھر یہ بتایا گیا ہے کہ باہمی ہم آہنگی اور تعاون کا ایک طریق یہ ہے کہ قرض دینے والا اور لینے والا قرض کی رقم کو معاہدے کی صورت ضابطہ تحریر میں لے آئیں۔ یہ سورۃ اس خوبصورت بیان پر ختم ہوتی ہے کہ اگرچہ مذکورہ بالا تمام ہدایات اخلاقی ترقی کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہیں تاہم سب سے بہترین اور یقینی ذریعہ جس سے اصل اور حقیقی ترقی حاصل ہو سکتی ہے وہ مستقل بنیادوں پر اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور و فکر اور دعاؤں کے ذریعہ الٰہی تائید و نصرت چاہنا ہے۔

از قلم مترجم: یہ قرآن کریم کی سب سے لمبی سورۃ کے مضامین کا خلاصہ ہے اور مرکزی خیال جو اس سورۃ کا کفار اور اہل کتاب کے لئے بیان کیا گیا وہ یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکت اور مکہ کی بستی کے بارے میں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم کی دعا قبول ہوئی ہے اس لئے اگر آپ ﷺ کا انکار کیا جائے تو حضرت ابراہیم (نعوذ باللہ) ایک جھوٹے نبی ثابت ہوتے ہیں اور نتیجتاً سلسلہ موسوی اور عیسائیت کو بھی جھوٹا قرار دینا پڑے گا۔ یوں بالواسطہ اسلام کے پیغام کی سچائی کو قبول کرنے کے لئے پوری دنیا کو پیغام دیا گیا ہے کیونکہ انسان کی تخلیق ایک بہت بلند پایا مقصد کے حصول کے لئے کی گئی تھی جس تک رسائی صرف قرآن کریم کی تعلیمات کے ذریعہ ممکن ہے جو اس وقت کامل شریعت کی واحد کتاب ہے اور اپنے احکامات کی حکمت اور فلاسفی پر مفصل روشنی ڈالتی ہے جن پر ایمان لانے اور عمل پیرا ہونے سے دل کی پاکیزگی اور ہستی باری تعالیٰ پر یقین پیدا ہوتا ہے۔

خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کا سنگم

میرے ساتھ ساتھ چلا کرے، کوئی ایسی راہ وفا کرے وہ ترا خیال جمال ہے جو قدم قدم پہ نبھا کرے تیرے بعد اے میرے راہنما! یہ عجیب عالم شوق ہے نہ ہی تارے دل کو بھلے لگیں، نہ ہی چاند اچھا لگا کرے

”جسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی میری خلوتوں کی اداسیاں، وہ خدا رسول کے پاس ہے، وہ بہشت میں ہی رہا کرے

تو نے دیپ ایسے جلا دیئے کہ کبھی نہ پھر سے اندھیر ہو اے مرے وطن کے مسافر! تری لحد پہ وہ ضیاء کرے

کبھی دوریاں، کبھی رت جگے، کبھی سلسلے ہیں ملال کے مرے پاس دل بھی تو ایک ہے جو یہ سارے درد سہا کرے

”مری چاہتیں، مری قربتیں، جسے یاد آئیں قدم قدم“ کبھی اس طرف، کبھی اس طرف، کبھی دل کے پار صدا کرے

یہ خدا کا ہی بڑا فضل ہے کہ وطن وطن میں ہے روشنی اگر ایک چاند ہے چھپ گیا تو نیا بھی آ کے ضیاء کرے

ترے ساتھ بھی ہے وہی خدا جو سدا سے کرتا رہا وفا ترے منہ سے جو بھی نکل گیا، ہے مرا یقین، وہ خدا کرے

ترے لفظ لفظ حقیقتیں، یہ جو حکم ہیں یا نصیحتیں مری روح بھی، مرا جسم بھی، مرا رُؤاں رُؤاں وفا کرے

وہی راستے، وہی منزلیں، فقط ایک چاند بدل گیا جسے خود خدا نے کھڑا کیا، تو وہ قافلہ نہ لٹا کرے

مرا دل جگر کوئی تھام لے کہ فرازا! اب ہوئی انتہا مری دسترس میں نہیں ہے دل، یہ عجیب حشر بپا کرے

اطہر حفیظ فراز

احادیث نبویہ کی روشنی میں قیام رمضان کے تقاضے اور برکات

رمضان کے معنی

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

(الفرروس بماثور الخطاب جلد 2 صفحہ 60 حدیث نمبر 2339)

آگ سے بچاؤ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ روزے ڈھال ہیں اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہیں۔

(مسند احمد حدیث نمبر: 8857)

سراسر رحمت اور مغفرت

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

رمضان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی ابتدا نزول رحمت ہے۔ جس کا وسط مغفرت الہی ہے اور جس کا اختتام آگ سے آزادی پر منبج ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصوم)

جنت کے دروازے کھل گئے

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔

رمضان آگیا ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے ہلاکت ہو اس شخص کیلئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشا نہ گیا اور وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب۔ کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

روزانہ نجات دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھتا ہے تو پھر اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس جب رمضان کی 29 ویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کی گزشتہ 28 راتوں کے برابر لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (الترغیب و الترہیب۔ کتاب الصوم)

نفل کا ثواب فرض کے برابر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اس ماہ رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض کے برابر ملے گا اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے 70 فرضوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الصوم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان حدیث نمبر 36) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور اپنا احتساب کرتے ہوئے عبادت کی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اس مضمون کو رسول کریم ﷺ نے مختلف اور متعدد پیرایوں میں بیان فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمادیا ہے کہ ایمان اور احتساب سے کیا مراد ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے حالت ایمان میں اور احتساب کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصوم حدیث نمبر 1768)

افضل مہینہ

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان میں حالت ایمان اور احتساب کے ساتھ عبادت کرتا ہے وہ گناہوں سے اس طرح نکل آتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(سنن نسائی کتاب الصیام حدیث نمبر 2179)

پاک اور معصوم

حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا۔ پس جو شخص ایمان کی حالت میں احتساب کرتے ہوئے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب ثواب من قام رمضان حدیث نمبر 2180)

اگر تمہیں معلوم ہوتا

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔

(الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن جبیب، کتاب الصوم)

جنت کو آراستہ کر دیا گیا

حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رمضان کے شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

”اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری امت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو، اس پر ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ آپ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کیلئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔

(الترغیب و الترہیب، کتاب الصوم)

بچانے کی غرض سے ان کے نام درج کرنا مقصود ہے کہ اس کڑے وقت میں ان صحابہؓ کی تربیت کو سلام پیش کرنے کے لئے ان کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

1. مکرم ملک محمد رفیع ولد محمد اکرم

(آپ مکرم ملک مبارک احمد آف دوالمیال پروفیسر جامعہ ربوہ کے چچا زاد بھائی تھے اور مکرم قاضی عبدالرحمن دوسرے امیر جماعت احمدیہ دوالمیال کے بھتیجے اور مکرم عبدالصمد دوالمیال صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے)

2. مکرم ملک مختار احمد ولد صوبیدار ملک حبیب خان

(جسٹس آف دی پیس ناٹنگھم سٹی، یو۔کے۔ سابق صدر جماعت احمدیہ ناٹنگھم سٹی) آپ حضرت مولوی کرمداد صحابی حضرت مسیح موعودؑ، پہلے امیر جماعت احمدیہ دوالمیال کے بھانجے تھے۔ اور ایک مخلص احمدی اور دلیر داعی الی اللہ تھے اور خلافت سے نہایت حُب اور وفا کا رشتہ تھا۔

3. مکرم ملک احمد خان ولد جعفر خان

(آپ دوالمیال کے پہلے احمدی حضرت حافظ شہباز احمد کے بھتیجے تھے اور نہایت ہی مخلص اور دلیر احمدی تھے اور احمدیت خدمت آپ کا شعار تھا)

4. مکرم کفایت علی

(آپ کا تعلق دوالمیال کے حضرت مولوی فتح علی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تھا اور خادم کی حیثیت سے آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔ آپ ایک دلیر داعی الی اللہ اور مخلص احمدی تھے)

5. مکرم ناصر احمد ولد عبدالعزیز

(آپ کے والد مکرم عبدالعزیز صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے دادا حضرت مولوی فتح علی صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے اور آپ کی تربیت آپ کے والدین نے بہت ہی احسن رنگ میں کی۔ اور خوب بڑھ چڑھ کر آپ نے احمدیت کی خدمت کی)

6. مکرم عبدالحمید

(آپ کا تعلق دوالمیال کے حضرت مولوی فتح علی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تھا۔ اور آپ ایک مخلص خادم اور خلافت سے وفا کا تعلق تھا۔)

7. مکرم عبدالرحمن

آپ نہایت مخلص احمدی اور دلیر داعی الی اللہ تھے۔

8. مکرم عبدالحق ولد خدا بخش

(ایک مخلص خادم احمدیت اور خدمت خلق میں ایک نام اور علم الانساب کے ماہر تھے۔ اور احمدیت سے دلی لگاؤ تھا۔)

9. مکرم محمد انور ولد مہر محمد

(آپ کا تعلق مکرم محمد علی ولد نیامت صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تھا۔ اور نہایت مخلص احمدی تھے اور احسن رنگ میں احمدیت کی خدمت کی۔)

ان خدام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ کی تحریک پر اپنے آپ کو دوالمیال سے پیش کیا جن کے آباء اجداد نے اس عظیم وجود حضرت مسیح موعودؑ کی قربت پائی اور اس زمانہ میں اس عظیم فرزند کی مخلصوں سے فیضیاب ہوئے اور جنہوں نے اس در سے گوہر آبدار سمیٹے اور اس رخِ زیبا کے منہ سے پھول جھڑتے ہوئے دیکھے اور رفقہا حضرت مسیح موعودؑ کا رتبہ پایا۔ انہوں نے ہی ان خدام کی تربیت کی تھی۔ اور اب جب خلیفہ وقت نے اس تحریک کے لئے بلایا تو دوالمیال کے ان خدام نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس تحریک میں اپنے آپ کو پیش کیا اور قادیان حفاظت مرکز کے لئے چلے گئے اور نہایت دلیری سے اپنی ڈیوٹیاں دیں۔ ہمیں ان پر فخر ہے کہ انہوں نے اپنے آباء اجداد کی تربیت کو اپنے گلے لگا کر دین کی خدمت میں کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند کرے اور ان کی اولادوں کو احمدیت کی بھرپور خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو ان آباء اجداد کی توقعات پر پورا اترنے اور احمدیت پر ثابت قدم رہنے اور خلافت احمدیہ سے منسلک رہنے اور زیادہ سے زیادہ احمدیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعت احمدیہ دوالمیال کی تاریخی حیثیتیں

دوالمیال ضلع چکوال کے حفاظت مرکز قادیان جانے والے خوش نصیب خدام



کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی دعاوی پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے صداقت مسیح موعود پر آئنا و صدقا کہنے اور ان کے صحابہ میں شامل ہونے کا مقام ملا۔ دوالمیال گاؤں سے 69 احباب کو صحابی حضرت مسیح موعودؑ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے دیوانوں کے گاؤں کے حضرت حافظ ملک شہباز خان کو دوالمیال کے سب سے پہلے احمدی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جنہوں نے اک روایا میں دیکھا کہ مشرق سے اک نور ابھرا ہے اور تمام آسمان پر چھا گیا ہے اور اس نور سے تمام عالم منور ہو گیا ہے۔ جب یہ روایا حضرت حافظ شہباز نے دیکھی تو صبح اپنی بیٹھک میں تمام دوست احباب سے ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس روایا کے مطابق میں یہ سمجھتا ہوں کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ کچھ ہی دنوں کی بات کہ دوالمیال میں ایک سنیاں آیا اور اس نے اسی بیٹھک میں حضرت حافظ شہباز خان اور ان کے دوست احباب کو یہ حیران کن خبر سنائی اس کے ہاتھ میں ایک اخبار تھی کہ قادیان میں ایک شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حافظ شہباز نے اس سے پوچھا تمہیں کچھ خبر ہے کہ قادیان کس طرف ہے تو اس سنیاں نے کہا کہ قادیان یہاں سے مشرق کی جانب ہے۔ آپ نے کہا وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور یوں دوالمیال میں احمدیت کی ابتدا ہوئی۔ ان لوگوں کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی جنہوں نے اللہ سے لو لگائی ہوتی ہے۔

آپ چونکہ ایک ولی اللہ بزرگ تھے۔ اور آپ کے ایمان لانے کے ساتھ دوالمیال میں احمدیت پھیلنے شروع ہوئی۔ اور اس وقت دوالمیال قادیان سے باہر دور دراز علاقوں میں واحد جماعت تھی جس کے پاس اپنی احمدیہ مسجد موجود تھی۔ دوالمیال کے پہلے امیر جماعت حضرت مولوی کرمداد صاحب تھے اور ان کی قیادت میں فود حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت اور جلسہ سالانہ پر جایا کرتے تھے آپ ایک جید عالم اور ماہر احادیث تھے اور آپ ایک مشہور حکیم بھی تھے آپ نے حکمت کے نئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؑ کی شاگردی کر کے لئے تھے۔

1927ء میں دوالمیال کے انہیں صحابہ نے اپنے ہاتھوں سے مینارۃ المسیح کے طرز کے مینارہ کی احمدیہ مسجد کی بنیادیں حضرت مولوی کرم داد کی زیر قیادت کھودیں اور مزدوری بھی کی اور دوالمیال کے ایک احمدی مستری غلام محمد نے دو سال کی لگاتار محنت کے بعد اس مینارہ کے خواب کو شرمندہ تعبیر کر دیا اور وہ مینار اب بھی اپنی آن بان کے ساتھ دوالمیال میں احمدیت کے نور کو شش جہات میں پھیلا رہا ہے۔ یہ اس وقت کی قیادت کا معجزہ تھا۔ اور ان کی احمدیت کی لگن تھی کہ ناممکن کو ممکن بنا دیا صرف 16 لکڑی کے بالوں اور 16 لکڑی کے پھٹوں کی مدد سے تقریباً 80 فٹ بلند مینار تیار کر دیا۔ دوالمیال کے تیسرے امیر اور ضلع چکوال کے پہلے امیر مکرم میجر ملک حبیب اللہ خان نے مالی معاونت کی اور اس مینار پر اپنے خرچ سے 1991ء میں سنگ مرمر لگوایا اور یہ سنگ مرمر میجر ملک احمد سرتاج اور پکتان لعل خان کی زیر نگرانی لگایا گیا جس نے اس کی شان اور آن کو مزید بڑھا دیا۔ ان صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی اولادوں کی تربیت بڑے احسن رنگ میں کی اور جب پاکستان بننے کے بعد حفاظت مرکز قادیان کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ نے خدام کو تحریک فرمائی کہ وہ قادیان کی حفاظت کے لئے پیش کریں تو اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوالمیال کے دس خدام نے اپنے آپ کو پیش کیا اور حفاظت مرکز قادیان میں اپنا حصہ ڈالا اور کافی عرصہ تک وہاں ڈیوٹیاں دیتے رہے۔ دوالمیال کے ان خوش نصیب خدام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اور ان کی خدمات کو آنے والی نسلوں تک

دوالمیال شہر ضلع چکوال کی تحصیل چوہاسیدن شاہ کا ایک خوبصورت قصبہ ہے۔ یہ قصبہ پاکستان میں توپ والے گاؤں کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ اسلام آباد سے ڈیڑھ سو کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔ چوہاسیدن شاہ سے کلرکھار جانے والی سڑک پر کٹاس راج کے خوبصورت قلعہ کے پاس یہ قصبہ واقع ہے۔ دوالمیال گاؤں کی طرف سے جنگ عظیم اول میں شرکت کے لئے برٹش فورسز میں 460 فوجی بھیجے گئے تھے۔

دوالمیال کوہستان نمک کا تاریخی گاؤں ہے جس کے 460 بہادر سپوت پہلی جنگ عظیم میں شامل ہوئے جن میں سے 100 سے زیادہ وائسرائے کمانڈر آفیسرز تھے۔ جن میں سب سے سینئر آفیسر کپٹن غلام محمد ملک جو احمدی تھے۔ پہلی جنگ عظیم میں دو انعامی توپیں (وکٹوریہ گنز) انعام کے طور پر دی گئی تھیں۔ ایک یورپ میں سکاٹ لینڈ کے ایک گاؤں کو اور دوسری ایشیا میں دوالمیال کو دی گئی تھی۔ اس توپ کو حاصل کرنے والے کپٹن غلام محمد ملک تھے۔ اب بھی وہ انعامی توپ قریہ دوالمیال میں تالاب کے کنارے بڑی شان سے نصب ہے اور ہمارے آباء اجداد کی بہادری کی داستان اور ان کی شان و شوکت کی امین ہے۔



کتاب (The History of Indian Mountain Artillery) جس کو بریگیڈیر جنرل سی۔ اے۔ ایل گراہم نے لکھا۔ اس کے صفحہ 260 اور 454 پر کپٹن غلام محمد سردار بہادر کے فل پیج فوٹو کے ساتھ ان کی خداداد صلاحیتوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح دوالمیال گاؤں کی تاریخی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے کتاب

(Wisdom and waste in the Punjab Village by Malcolm Lyall Darling)

کے صفحہ 51 پر لکھا گیا ہے کہ ”دوالمیال گاؤں سے پہلی جنگ عظیم میں حصہ لینے والے بہادر لوگوں کی تعداد 460 تھی۔ کسی بھی انڈیا کے گاؤں سے اتنی زیادہ تعداد نہ تھی اور اس طرح دوالمیال کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہوا کہ جنگ عظیم میں شامل ہونے والوں میں اس کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ 1921ء کی مردم شماری کے مطابق اس وقت دوالمیال میں بچوں بوڑھوں سمیت کل مردوں کی تعداد 879 تھی۔ جن میں سے 460 پہلی جنگ عظیم میں شامل تھے“

دوالمیال کی دوسری وجہ شہرت جو اس سے بھی اہم ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جب قادیان کی گنم بستی سے ایک کرن پھوٹی۔ اک روشنی ابھری، اک شمع روشن ہوئی اور اس شمع کے پردانوں میں دوالمیال گاؤں کے احباب کو بھی شامل ہونے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی۔ وہ پروانے جنہوں نے اس شمع پر فدا ہو جانا اپنی زندگی کا مقصد سمجھا۔ ان سنگلاخ پہاڑوں کے بایسوں نے اس قادیان سے پھوٹنے والے نور کو جذب

ماہر طبیب، مخلص خادم سلسلہ اور نافع الناس وجود مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی



ماہر ڈاکٹر، دیرینہ خادم سلسلہ اور نافع الناس وجود مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی 19 جنوری 2020ء بصر 80 سال راہی ملک بقا ہو گئے۔ آپ کی وفات سے 2 ہفتے قبل آپ کی اہلیہ آپا شوکت گوہر بنت حضرت مولانا عبد المالک خان بھی انتقال کر گئی تھیں۔ دونوں مرحومین کی خوش قسمتی کہ ان دونوں کا الگ الگ تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات جمعہ میں فرمایا اور ان کے اوصاف حمیدہ اور خدمات دین کا ذکر فرمایا اور پھر نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

بحیثیت طبیب اور خادم سلسلہ آپ سے تعارف تو 1980ء کی دہائی سے تھا۔ لیکن 1996ء میں محلہ دارالعلوم شرقی میں تعلق ہمسائیگی بھی قائم ہو گیا۔ جو تا دم واپس قائم رہا۔ یوں آپ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اور روزانہ ملاقات ہو جاتی تھی۔

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی نے 1940ء میں اجمیر شریف میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد مکرم منظور احمد قریشی نے 1937ء میں حضرت مصلح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ یوں ڈاکٹر صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کے والدین لاہور منتقل ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لائق طالب علم اور فرزند ارجمند تھے۔ آپ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس اعزاز کے ساتھ پاس کر کے اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ دوران طالب علمی 1961ء میں آپ کا نکاح مکرم شوکت گوہر کے ساتھ ہوا۔ لندن سے آپ نے DCH اور MRCP کی ڈگری حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر آپ نے اپنی خدمات 1969ء میں جماعت کے سپرد کر دیں اور فضل عمر ہسپتال میں طبی خدمات کا آغاز کر دیا۔ اس زمانہ میں ایک ماہر ڈاکٹر کا ربوہ جیسے ایک چھوٹے سے قصبہ جس میں سول سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں، طبی خدمات بجالانا ایک غیر معمولی قربانی تھی۔

جس روز آپا شوکت گوہر صاحبہ کی وفات ہوئی اسی روز ان کے دو بھانجوں (سید حسین احمد صاحب کے بیٹوں) کی دعوت ولیمہ تھی۔ اس دعوت میں ڈاکٹر صاحب شریک ہوئے اور عزیزوں کی خوشیوں میں شمولیت کی۔ میری وہاں ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آپ نے اپنی اہلیہ کی بیماری میں بہت خدمت کی ہے۔ آپ باقاعدگی سے ڈائیلیسز کے لئے طاہر ہارٹ میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی عاجزی، انکساری، اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک اور جماعت کی خاطر قربانی کا اظہار ان کے جواب میں ملاحظہ کیجئے۔

آپ فرمانے لگے۔ میں نے کیا خدمت کی ہے! خدمت تو شوکت گوہر نے میری کی ہے۔ ساری عمر وفا کے ساتھ۔ اس نے بہت قربانی کی ہے۔ انگلستان جیسی پُر آسائش زندگی کو جماعت کی خاطر چھوڑ کر ایک طرح کے بیابان میں یعنی ربوہ میں آگئیں۔ اس جواب سے آپ اس جوڑے کی قربانی کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور یہ بھی کہ ایک دوسرے کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ اور جماعت کی خاطر آسائش ترک کر کے مشکل حالات میں خدمت دین اور خدمت خلق کو ترجیح دی۔ اہلیہ کی خدمت کا تذکرہ ہوا۔ خدمت والدہ کا ذکر بھی ضروری

ہے۔ جو آپ تا دم واپس کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی والدہ حیات ہیں۔ والدہ کی خاطر آپ نے اور آپ کی اہلیہ نے بہت قربانی دی اور حق خدمت ادا کیا۔ اپنے بچوں کے پاس جو سبھی بیرون ملک بودوباش رکھتے ہیں نہیں جاسکتے تھے۔ وفات سے دو روز قبل جمعہ المبارک تھا۔ ڈاکٹر صاحب جمعہ اپنے محلہ دارالعلوم شرقی مسرور کی مسجد مسرور میں پڑھتے تھے۔ خاکسار نے جمعہ پڑھایا۔ یہ ہمارا معمول تھا کہ جمعہ کی نماز سے فراغت کے بعد کچھ دیر کے لئے ضرور ملتے اور حال احوال معلوم کرتے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا آپ کے بچے جو والدہ کی وفات پر آئے تھے۔ سب واپس چلے گئے؟ ڈاکٹر صاحب کے چہرہ پر کچھ افسردگی کے آثار تھے۔ اور طبیعت میں کمزوری بھی محسوس ہو رہی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ سب چلے گئے۔ اور میں والدہ کی وجہ سے بچوں کے پاس نہیں جاسکتا۔ یہ آخری بات میری ان سے ہوئی اور دو روز بعد ان کے انتقال پر ملال کی خبر مل گئی۔ حقیقت میں والدین کی خدمت کر کے آپ نے جنت کمائی ہے اور اپنی اہلیہ کی 2 سال بیماری میں خوب خدمت کی توفیق پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ 24 جنوری 2020ء میں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت و خدمات کا تذکرہ فرمایا جس میں آپ کے زہد و تقویٰ، عاجزی و انکساری، جذبہ خدمت دین، خدمت والدین، طبابت کے پیشہ میں کمال اور اس کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کا ذکر فرمایا۔

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی ایک ماہر طبیب تھے اور آپ کی تشخیص امراض بہت عمدہ ہوا کرتی تھی اور علاج میں لوگوں کی گنجائش کا بہت خیال رکھا کرتے تھے اور عموماً سستی اور مؤثر دوا تجویز کیا کرتے تھے۔ مجھے آج بھی 35 سال پرانی آپ سے پہلی ملاقات یاد ہے۔ یو والی نہر پر پلنگ منانے گئے۔ واپسی پر الرجی کی شکایت ہوئی۔ فضل عمر ہسپتال میں آپ کو دکھایا تو آپ نے دیکھتے ہی avil کی گولی تجویز کر دی جو اس زمانے میں ایک روپیہ میں 4-5 آجاتی تھیں۔ صرف ایک گولی کھانے سے آرام آگیا۔ لیکن جب آپ نسخہ تجویز کر رہے تھے مجھے حیرت ہو رہی تھی کہ میں نے ابھی علامات پوری طرح بتائی نہیں اور ڈاکٹر صاحب نے نسخہ بھی تجویز کر دیا ہے۔ لیکن نسخہ واقعی انتہائی ارزاں اور کارگر نکلا۔ 2000ء تک فضل عمر ہسپتال میں آپ 30 سال تک خدمات بجالائے پھر گھر میں کلینک کرتے رہے۔ آپ کے مریضوں کی بڑی تعداد مضافات ربوہ اور دور دراز علاقوں سے صبح صبح ہی آپ کے گھر میں واقع آپ کے کلینک پہنچ جاتی اور خدمت کا یہ سلسلہ وفات کے دن تک جاری رہا۔

ایک دفعہ آپ سے آپ کے مریضوں کے حوالہ سے میری بات ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ میرے مریضوں کا حلقہ بہت وسیع ہے اور مریض بہت دور دراز علاقوں سے بھی آیا کرتے تھے۔ اللہ کے فضل سے شفا پاتے۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ بات بھی آپ نے میرے سوال کرنے پر بتائی۔ میں نے پوچھا جب آپ بیرون ملک جاتے تھے اور پھر مریضوں کو کیسے پتہ چلتا تھا کہ آپ واپس پاکستان آگئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ مریضوں کا اپنا ایک چینل ہوتا ہے۔ وہ سینہ سینہ ایک دوسرے کو بتاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں۔ یا چلے گئے ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ایک بار میں انگلستان سے لاہور ایر پورٹ پر اترا تو میں نے سنا ایک ملازم دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر لطیف قریشی آگیا ای۔ یعنی وہ دیکھو ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب واپس آگئے ہیں۔ یہ بات آپ نے مسکراتے ہوئے بتائی کہ مریضوں کو تو ایر پورٹ سے ہی علم ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ کی نیک شہرت اور معروف ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو فضل عمر ہسپتال میں طبی خدمات کے ساتھ انتظامی خدمت کی بھی توفیق پائی۔ آپ 1983ء سے 1987ء تک فضل عمر ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر بھی رہے اور فضل عمر ہسپتال کی ترقی کے لئے بڑی محنت کے ساتھ کوشاں رہے۔ اسی دوران آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے معالج ہونے کا بھی اعزاز ملا۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے بزرگان، بزرگ صحابہ اور بزرگان سلسلہ کے علاج کی بھی توفیق ملی۔ ذیلی تنظیموں، خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور انصار اللہ مرکزیہ پاکستان میں آپ نے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم خدمت خلق، مہتمم صنعت و تجارت اور مہتمم مجالس بیرون رہے۔ انصار اللہ میں قدم رکھا تو 1981ء میں قائد تربیت مقرر ہوئے۔ 1983ء تا 1985ء قائد اشاعت رہے۔ 1986ء سے 1991ء تک قائد ایثار پھر 1992ء تا 2002ء نائب صدر انصار اللہ پاکستان کے طور پر خدمات کی توفیق ملی۔ بوقت وفات آپ رکن خصوصی انصار اللہ پاکستان تھے۔

ڈاکٹر صاحب متوکل، منکسر المزاج، قناعت پسند، غریبوں کے ہمدرد، خلافت کے جاں نثار، سادہ لوح اور بہت محنتی انسان تھے۔ ساری عمر انتہائی محنت اور جانفشانی کے ساتھ دکھی انسانیت کی خدمت کی۔ برطانیہ کی آرام دہ زندگی کو ترک کر کے دربار خلافت کے بلاوے پر ربوہ آگئے اور وفات کے دن تک خدمت خلق کرتے رہے۔ اور نافع الناس وجود بنے رہے۔

آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم ڈاکٹر عطاء الممالک قریشی مقیم امریکہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا۔ والد محترم نے کبھی نماز تہجد نہیں چھوڑی۔ اپنی والدہ کی روایت بتاتے ہیں کہ شادی کے پہلے دن سے نماز تہجد باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ اور آخری دن تک یہی معمول رہا۔ والد صاحب غریبوں کے ہمدرد تھے۔ غریب مریضوں کا مفت علاج کرتے اور دوا بھی اپنے پاس سے دیتے۔ آپ کے تین بچے ڈاکٹر ہیں۔ ان کو یہ نصیحت کرتے کہ اپنے مریضوں کے لئے دعا میں بھی لگے رہا کرو۔ اور امریکہ میں مجھ سے میرے مریضوں کا حال پوچھتے تھے۔ جن کے بارہ میں میں نے دعا کے لئے کہا ہوتا۔ آپ کے توکل کا یہ عالم تھا کہ جب انگلستان کی پُر آسائش زندگی ترک کر کے ربوہ آگئے تو اللہ کی ذات پر کامل یقین تھا کہ وہ ہر قسم کی ضروریات پوری کرے گا اور بچے بھی اعلیٰ تعلیم پا جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیسے میں برکت رکھی اور بچوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بچوں کی اعلیٰ دینی تربیت کی اور بچوں کو یہ تلقین کی کہ اگر اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کر لو گے تو آپ کے سارے کام اللہ کر دے گا۔ دکھاوے اور نصنح سے بیزار تھے اور انتہائی سادہ طرز معاشرت رکھا۔ کھانے پینے اور لباس میں بہت سادگی تھی۔ علم دوست شخصیت تھے۔ اپنے بچوں کو کتب تحفہ میں دیتے۔ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ اچھے اشعار سننا پسند کرتے لیکن ساتھ کہتے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم و نثر کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ درثمن کے اشعار ترنم سے پڑھا کرتے اور ریکارڈ بھی کروائے۔ تلاوت میں باقاعدگی تھی اور تفسیر قرآن زیر مطالعہ رہتی۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ترجمہ قرآن تحفہ میں دیا اور خاص ہدایت کی کہ اس کا دامن کبھی مت چھوڑنا۔ قرآن پر ہمیشہ غور و فکر اور تدبیر کرتے رہنا۔ خلافت سے وابستگی کا عالم کہ چھوٹی عمر میں جب حضرت مصلح موعودؑ دہلی دروازہ لاہور کی مسجد میں خطبہ دیتے تو بڑے شوق سے سننے جایا کرتے اور پھر گھر آکر نوٹس بناتے۔ ہر چھوٹے بڑے کام سے پہلے خلیفۃ المسیح کو خط لکھتے اور کام کے بارہ میں مشورہ حاصل کرتے۔ یہ خلاصہ ہے ان باتوں کا جو عزیزم ڈاکٹر عطاء الممالک قریشی نے مجھے میری درخواست پر بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو آپ کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی کی سادگی کے ہم کئی سال سے گواہ ہیں۔ لباس انتہائی سادہ، خوراک بھی سادہ اور بحیثیت ڈاکٹر خوراک کے حوالہ سے یہی نصیحت کرتے کہ سادہ خوراک صحت کی ضامن

نوشتا بہ واسع بلوچ - جرمنی

خدا اور بچہ

یہ جملہ تو ہر کسی نے کبھی نہ کبھی تو سنا ہوگا کہ کسی کو سمجھنے کے لئے کبھی کبھار ایک پل بھی کافی ہوتا ہے نہیں تو عمر بیت جائے تب بھی انسان کی سمجھ میں کچھ نہ آئے۔

اگر انسان اپنے بچے کی پیدائش سے اس کو پروان چڑھانے تک کے مراحل پر غور کرے تو اسے خدا نما بننے میں لمحہ نہ لگے، وہ خدا کے عشق میں ڈوب جائے۔

ماں کا پیار، اس کی ممتا کی تڑپ، باپ کی شفقت اور محبت جو بچے کو آسائش کی آغوش میں رکھتی ہے۔ یہ سب کچھ خدا کا ہی تو پرتو ہے۔ خدا کی رحمانیت ماں سے کہیں بڑھ کر ہے اور باپ کی انتھک محنت جو بچوں کو رزق مہیا کرتا ہے خدا کا ہی تو دوسرا عکس ہے۔ جو خالق و مالک ہے، رازق ہے۔ اپنے بنائے انسان کے حصے اور نصیب کا رزق ضرور دیتا ہے۔ وہی رزاق جو پتھر میں بھی کیرے کو بھوکا نہیں رکھتا۔ خدا بھوکا اٹھاتا ہے، بھوکا سلاتا نہیں۔

یوں تو کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے تخلیق کردہ کی بڑائی بیان کر رہا ہے۔ انسان اگر اپنے شعور کی نظر دوڑائے تو اس کی نظریں ناکام تھکی ہوئی لوٹ آئیں گی لیکن اسے کہیں خلا نظر نہ آئے گا کہ کوئی بھی ذرہ بے مقصد ہے اور اپنے رب کے حضور سر بسجود نہ ہو۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے اس مضمون کو کچھ یوں کھولتے ہیں کہ شادی کے بعد ہر نئے جوڑے کے دل کی خواہش دو سے تین ہو جانے کی ہوتی ہے۔ ان کی اس خواہش سے کہیں بڑھ کر نانی، دادی اپنے دل میں ارمان لئے پھرتی ہیں۔ پھر خاندان محلے کی ان عورتوں کو بھی کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے جو گاہے بگاہے دبے لفظوں، ذومعنی انداز، تجسس کی کیفیت میں یہ جملہ ضرور نئی دلہن کے گوش گزار کرنا اپنا اولین فرض سمجھتی ہیں کہ ابھی تک خوشخبری کے آثار نہیں؟ پھر ہلکا پھلکا فرضی سا مرہم رکھ کر چلو کوئی بات نہیں خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں اپنی ذمہ داری سے جلد سبکدوش بھی ہو جاتی ہیں۔ لمحے بھر کو تو نئی دلہن کا دل بیٹھ ہی جاتا ہے وہ بے چاری سوچ میں پڑ جاتی ہے ابھی تو میری شادی کو مشکل سے تین ماہ ہی گزرے ہیں۔ کیا میرے ساتھ کوئی انہونی تو نہیں ہوگی۔

انسان جب خود بچے سے بڑھاپے تک پہنچتا ہے تو خود کو شاید اتنے غور سے نہ دیکھ پائے جتنا اپنی اولاد کے ذریعے دوبارہ پیدا ہوتا ہے اور خود کو جیتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ یہ وقت بہت پیارا، پُرسکون، اطمینان بخش ہوتا ہے جب پتہ چلتا ہے کہ ہم دو وجود سے تین یا چار ہونے والے ہیں۔ جی بالکل! کبھی اللہ کی رحمت و عنایات ہم پر انتہائی مہربان ہو تو جڑواں بھی تو ہوتے ہیں نا!

پھر جب خدا نے اس کائنات میں انسان کے وجود کی تخلیق کا سوچا ہوگا تبھی کھکتی مٹی اور پانی سے اس کی بنیاد ڈالی ہوگی اور تخلیقی مراحل سے گزارا ہوگا۔ بالکل ایسے ہی ماں کے پیٹ میں موجود خوراک اور پانی سے ایک نطفہ سے بچے بننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ادھر خدا نے اپنی قدرت کو تیز کیا، سالوں کو سمیٹا اور مٹی کا پتلا بنا دیا اور ادھر والدین نے محبت و خوشی، جوش اور سرشاری میں لمحہ لمحہ گن گن کر 9 ماہ بتا دیئے۔ خدا نے اپنے پتلے میں روح پھونک دی اور اس کا نام انسان رکھ دیا۔ ادھر انسان کے ہاں انسان یعنی بچہ پیدا ہو گیا اور اس نے بھی اس کا نام رکھ دیا۔ خدا نے اپنے انسان کو پیار کیا اور اپنے پیار کا اظہار یوں کیا کہ فرشتے جو ہر ناپاک کام سے مبرا ہیں کو سجدہ احترام بجالانے کا حکم دے دیا۔

ادھر انسانوں کی دنیا میں ہر کوئی اپنے پیار کا اظہار اپنے نئے نئے تحائف سے کرتا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ نانی، دادی کا اس میں بھی تھوڑا مقابلہ چلتا ہے کہ نانی نے کیا دیا؟ اور دادی نے اپنی نسل پر کیا چھاور کیا۔ خیر خیر جیت اسی کی طے پاتی ہے جس نے سونے کی کوئی چیز پہنا دی ہو۔ یہ تو تھے دنیاوی مقابلے۔ ادھر خدا نے کس کی

ہے۔ آپ کی منکسر المزاجی اور اطاعت نظام کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ گو آپ نے بڑے بڑے جماعتی عہدوں پر کام کیا لیکن جب ہمارے محلہ دارالعلوم شرقی مسرور کی عاملہ میں آپ سیکرٹری تعلیم منتخب ہو گئے تو پھر محلہ کی سطح پر بھی بڑی محنت اور عاجزی کے ساتھ کام کیا اور اس کو معمولی خیال نہیں کیا۔

اہل محلہ اور ہمسایوں کے ساتھ بہت عمدہ تعلق تھا۔ عیدین کے موقع پر ہمیشہ آپ کے گھر سے ہمارے ہاں کوئی ڈش بڑی خوبصورتی اور سلیقہ سے تیار شدہ آیا کرتی تھی اور کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ خود ٹرے اٹھائے گھر تشریف لائے۔ یہ عمل آپ کی سادگی، ملنساری اور ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی پر دلالت کرتا ہے۔ عید الاضحیہ کے موقع پر قربانی کرتے اور اس کا گوشت ہمسایوں کے ہاں بڑی باقاعدگی سے بھجواتے۔ آپ عالم اور علم دوست شخصیت تھے۔ طب اور حفظان صحت کے موضوع پر کتب بھی مرتب کی تھیں۔ حفظان صحت کے موضوع پر محلہ میں کئی بار لیکچر سننے کا موقع ملا۔ ہر رمضان میں محلہ میں فجر کے بعد آپ دو تین دن درس بھی دیا کرتے تھے۔ علمی محفلوں میں بڑے شوق کے ساتھ شرکت کرتے تھے اور اہل علم لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ڈاکٹر لطیف قریشی کے ساتھ محلہ میں بہت عمدہ وقت گزارا۔ نمازوں بالخصوص جمعہ کے بعد ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ 2019ء میں آپ رکن خصوصی انصار اللہ پاکستان بنے تو آپ متعدد بار انصار اللہ میں میرے دفتر بھی تشریف لائے۔ اور کام کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ آپ نے ساری عمر دوسروں کے دکھ بانٹنے میں گزار دی اور اپنی خدمت کا کسی کو موقع نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فعال اور مستعد حالت میں ہی اس نافع الناس وجود کو اپنے پاس بلا لیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا جو امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ میں مقیم ہیں۔ 1۔ ڈاکٹر محمد احمد محمود قریشی امریکہ جماعت اور ہونیمینی فرسٹ امریکہ کے فعال ممبر ہیں۔ 2۔ مکرمہ امہ الرفیق راحت اہلیہ مکرم ناصر عتیق احمد کینیڈا۔ 3۔ مکرم عبدالحئی مبشر برطانیہ۔ 4۔ مکرمہ ڈاکٹر امہ اللطیف عصمت امریکہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر مرزا انس احمد نیوجرسی۔ 5۔ ڈاکٹر عطاء الممالک قریشی امریکہ۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے مرحوم والدین کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

افضل میں سے اقتباس پڑھ کر خطبہ جمعہ دیں

دنیا بھر کی حکومتوں نے کرونا وائرس کے پیش نظر مساجد میں اجتماع پر پابندی لگادی ہے۔ ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تناظر میں مورخہ 27 مارچ 2020ء کو خطبہ جمعہ کی جگہ ایک پیغام احباب جماعت کو دیا جو MTA پر براہ راست نشر ہوا۔ اس پیغام میں حضور انور نے احباب جماعت کو گھروں میں نماز جمعہ ادا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتب میں سے یا افضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالہ سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جاسکتا ہے۔ اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔“

روزنامہ افضل لندن آن لائن پہلے صفحہ پر قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعودؑ کے رشحات قلم اور فرمان خلیفۃ وقت یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات دیتا ہے۔ عالمگیر احباب جماعت، جماعت کے اس دیرینہ اخبار سے اقتباس کا چناؤ کر کے خطبہ جمعہ گھروں میں دیں۔

اللہ تعالیٰ جلد یہ تکلیف دہ صورتحال ختم کرے اور ہم دوبارہ مساجد میں اکٹھا ہو کر نمازیں پڑھیں۔ (ایڈیٹر)

جیت کو کافی حد تک خود ہی ممکن بنا دیا؟ ظاہر ہے انسان کی! خدا نے فرشتوں کے سجدہ ادب سے انسان کو اشرف المخلوقات کے اعلیٰ اعزاز سے نوازا۔ اب یہ سوچ دماغ کے کسی کونے میں ضرور گھوم رہی ہوگی کہ انسان کی کہانی میں شیطان کا بھی کچھ رول ہے۔ جی بالکل! مناسب تھا کہ پہلے ذکر خیر ہو جائے۔ اب شیطان کا تذکرہ بھی کئے دیتے ہیں۔

جیسے ہی بچے نے ماں کے وجود سے باہر کی دنیا میں اپنی آنکھیں کھولیں تو ساتھ ہی رونے لگتا ہے اس میں دنیا کا قصور نہیں۔ بقول سائنس کہ بچے کے رونے میں اسی کا بھلا ہے جب وہ روتا ہے تو اس کے دل و دماغ کو آکسیجن ملتی ہے اور وہ نارمل کہلاتا ہے۔ بالکل ایسا ہی کردار شیطان کا بھی ہے جب اس دنیا میں خدا نے انسان کو بھیجا، اپنی روح اس میں پھونکی اور فرشتوں کو بادب کروایا تب شیطان ملعون کو اشرف المخلوقات پر غصہ آیا اور اسی نے انسان کو رلایا۔

یہی ایک لمحہ ہے کہ انسان کی سمجھ میں آجائے تو عمر بتانے کی ضرورت نہ پڑے بچے کو ڈائریکٹ آکسیجن کی ضرورت تب پڑی جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آیا۔

اسی طرح انسان کو خدا شناسی و آگہی، خدا طلبی کرنے، خدا پرست اور خدا رسیدہ بننے کے لئے اپنے خالق کی محبت کی آکسیجن کی ضرورت ہے اور وہ تب ملے گی جب وہ اپنے خالق کی تخلیق پر غور کرے گا۔

جیسے انسان اپنے بچے کی انگلی پکڑ کر اسے چلانا سکھاتا ہے۔ ہر لڑکھڑاتے قدم پر اسے سنبھالتا ہے۔ ہر مادی ضرورت پوری کرتا ہے سردی ہو یا گرمی، بھوک ہو یا پیاس اپنی بھرپور توانائی بچے کی پرورش میں صرف کرتا ہے۔ بالکل ایسے ہی خدا نے اپنے بندے کی ذہنی، جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقی بتدریج کی۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک انسان پر یکدم بوجھ نہیں ڈالا۔ بلکہ انسان کے ہر لڑکھڑاتے قدم پر اس کی ذہنی و روحانی ترقی کے حساب سے خدا نے اسے انبیاء علیہ السلام کی انگلی تھمائی (پکڑائی) جسے پاؤں پاؤں چل کر محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل شریعت تک پروان چڑھایا، زہد و تقویٰ، عبادت اور روحانیت کی انتہاء تک پہنچایا۔

جب بچہ کسی نامناسب چیز کو اٹھانا چاہتا ہے حالانکہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ماں ضرور ٹوے گی۔ ایک بار ماں کو ضرور دیکھتا ہے لیکن جھٹ سے اس چیز کو پکڑتا ہے۔ لیکن ماں پھر بھی اسے بچاتی ہے کیونکہ وہ اس کے رحم سے آیا ہے اور وہ بہت پیار کرتی ہے۔ اسی طرح انسان غلطیاں کرتا رہتا ہے۔ گو اسے معلوم بھی ہوتا ہے کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے پھر بھی غلط قدم بڑھالیتا ہے۔ لیکن پھر بھی خدا اپنے بنائے پتلے اپنی تخلیق پر بہت رحیم ہے اور معافی کا دروازہ کھلا رکھتا ہے اور ہر توبہ کرنے والے پر بڑے فضل سے متوجہ ہوتا ہے۔

جس طرح بچہ اپنی چھوٹی چھوٹی پیاری باتوں سے سب کی توجہ کا مرکز بنتا ہے، بالکل خدا بھی اپنے بندے کی چھوٹی چھوٹی، ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی پر بڑی پیار کی نظر رکھتا ہے۔ جو اپنے نبی موسیٰ سے اس بات پر بھی ناراض ہو سکتا ہے، جب ایک گڈریا اپنے انداز میں خدا سے اپنی محبت کے اظہار میں مصروف تھا کہ تو میرے پاس آئے تو میں تجھے تیل لگاؤں، خوشبو لگاؤں، اس پر حضرت موسیٰ نے اسے ٹوکا کہ یہ انداز گفتگو خدا کے شایان شان نہیں... پر خدا حضرت موسیٰ سے ہمکلام ہوا کہ تو میرے اور اس گڈریے میں کیوں مخل ہو! میں تو اس کے محبت کے انداز سے بہت محظوظ ہو رہا تھا۔

غرض خدا کی آگہی، اس کا عشق، اس کی محبت میں ایک جملہ، ایک آنسو اس کی بارگاہ میں بہت مقبول ہے۔ اپنے فضل و کرم کے بے شمار انعامات تو بن کہے ہماری جھولی میں ڈالتا رہتا ہے جس کا ہمیں ادراک بھی نہیں ہوتا۔

اگر ہمیں ادراک ہو جائے تو اس کے لطف و کرم کی بارش میں بھیگ کر اس کی محبت میں فنا ہو جائیں۔ بس ایک لمحہ چاہئے گہری سوچ کا کہ ہم کس کی تخلیق ہیں اور اس دنیا میں کیوں ہیں۔

اول و آخر صرف وہی لافانی رب ہے جس کی بندگی میں ہی سب ہے

احساس کمتری اور اس کا ہومیو علاج



رہتا ہے۔ گویا علمی، اخلاقی، فنی، روحانی، مادی ترقیات کے دروازے اپنے اوپر مزید تنگ کر لیتا ہے۔ وہ خدمتِ خلق، عمدگیِ اخلاق کے حسین ذرائع سے دوسروں کو متاثر کرنے کی بجائے خود ستائی و خود نمائی کے بد نما ہتھکنڈوں سے دوسروں کو متاثر کرنے میں اپنی ساری توانائی صرف کرتا ہے۔

تحدیثِ نعمت (اظہارِ تشکر) اور خود ستائی میں فرق

خود ستائی و خود نمائی کو تحدیثِ نعمت قرار دینا محض ایک غلط فہمی اور خود فریبی ہے۔ تحدیثِ نعمت میں انسان تمام تر ترقیات و انصاف و نعماء کو خدائے قادر کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اُسے ہی مسبب، مبدأ و منتہا و مقصود ٹھہراتا ہے اور خود کو لاشیٰ محض سمجھتا ہے۔ اُس کے اندازِ بیان میں سادگی عاجزی و بے تکلفی ہوتی ہے۔ اُس کے کلام سے تواضع و انکساری عیاں ہوتی ہے۔ تحدیثِ نعمت سے خدائے ذوالعرش خوش ہو رہا ہوتا ہے اور اپنے بندۂ ناپیچ کو اس ادا پر یقیناً مزید ترقیات سے نوازتا ہے۔ تحدیثِ نعمت میں وہ اپنے نہیں بلکہ اپنے مولا کے گن گاتا ہے۔ اپنے مضمون کو واضح کرنے کے لئے ہم نمونہ اپنے سید و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ادنیٰ خادم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار پیش کرتے ہیں۔ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا
میں تھا غریب و بے کس و گنم و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا
پھر عرض کرتے ہیں۔

”سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے“
کیا ہی حسین و خوبصورت تحدیثِ نعمت ہے۔

ایک گروہ کا جو خود ستائی کی مہم جوئی کے ذریعہ اپنے تئیں احساس کمتری کو تسکین دیتا مگر معاشرہ میں دیگر لوگوں کے لئے احساس کمتری، احساس محرومی، پست ہمتی، کم حوصلگی اور مایوسی جیسے عوامل کو پھیلاتا ہے، بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے آقا حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ هَذَا لِقَوْمٍ فَأَهْلَكَهُمْ۔ یعنی جو کہتا ہے کہ قوم ہلاک ہوگئی وہ گویا قوم کو ہلاک کرتا ہے۔

زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے بعض والدین و اساتذہ یہ فریضہ حسن و خوبی سے انجام دیتے ہیں۔ جب وہ بچوں کو سخت سست، نالائق، کلتا، کسی نہ کام کا کہہ کر پکارتے ہیں تو وہ گویا اپنے خود ساختہ نظریہ کے مطابق اُن کے اندر احساسِ ذمہ داری کا جذبہ اُجاگر کر رہے ہوتے ہیں جو غلط ہے ایسے ہی بعض ناصحین بعض عملی طور پر بظاہر کمزور لوگوں کو بنظرِ تحقیر و تحقیف و استہزا دیکھتے ہیں۔ وہ گویا اپنی طرف سے احساسِ ندامتِ گناہ پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور دُخستین و سبعت کل شیء کو بھول جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ خُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا بھی فرمایا گیا ہے۔

غلطی کرنا to err is human, to forgive divine

انسان کا خاصہ ہے اور معاف کرنا خدا کا۔ ہمارا ہر گز یہ منشاء نہیں کہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے بلکہ خوف و رجا کے بین بین رہا جائے۔ بعض معالج پیشہ احباب بعض اطباء زیادہ فیس لینے کی خاطر مبالغے کی انتہا کو چھوتے ہوئے یہ فریضہ اس صورت میں

انجام دیتے ہیں۔ بالخصوص خود لذتی، جریان احتلام اور خصوصی کمزوری کے مریضوں کو مخاطب ہو کر کہیں گے اب آگے ہو اپنا ستیا ناس کر کے ہمارے پاس۔ اب تم علاج کے قابل نہیں رہے۔ تو جیسے یہ کہ وہ احساسِ ندامت و زیاں کو بیدار کر رہے ہوتے ہیں۔

ایسے ظالم معالجین اپنے مریضوں کو احساس کمتری اور مایوسیوں کے تاریک گڑھوں میں دھکیل رہے ہوتے ہیں۔ نتیجتاً وہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو خود کشی پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بہترین راہ یہ ہے کہ احساسِ زیاں بھی دلایا جائے اور اُمید کو بھی قائم رکھا جائے۔ مثلاً اس طرح کہ ان چیزوں سے نقصان تو واقعی ہوتا ہے اور قدرے ہوا بھی ہے مگر خیر ہے اِنْ شَاءَ اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا کوئی ایسا نقصان نہیں جو ناقابلِ علاج ہو۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ

حضرت ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَتَقَسُّمُوا لَهُ فِي الْأَجَلِ فَإِنَّ ذَالِكَ لَا يَزِيدُ شَيْئًا وَهُوَ يَلْتَبِئُ نَفْسَ الْمَرِيضِ۔ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اُس کی درازیِ عمر کے بارہ میں گفتگو کرو۔ چونکہ اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا البتہ اس سے مریضوں کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور حضور ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب کسی بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اس سے فرماتے لَا تَأْسُ طُهُورًا إِنْ شَاءَ اللہ۔ کوئی خطرہ کی بات نہیں اگر اللہ نے چاہا تو پاکیزگی و سلامتی ہوگی۔ (بخاری شریف)۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں إِذَا حَضَرَ تُمُ الْمَرِيضِ فَقُولُوا خَيْرًا۔ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اچھی باتیں کرو۔

(بحوالہ طب نبوی، مصنفہ حافظ نذر احمد صفحہ 247 - 248)
بعض معالجین بعض مشکل سے ٹھیک ہونے والی بیماریوں (کیونکہ لاعلاج مرض تو کوئی بھی نہیں) کے بارہ میں مریض کے منہ پر ہی مایوس کن الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ اُس مریض نے اُس مرض سے مرنا ہوتا ہے یا نہیں البتہ اس احساسِ وہم میں عذاب لے لے کر مرتا ہے۔ آج کل ایک قسم کا احساس کمتری اور احساس محرومی ہے جو بالخصوص مشرقی ممالک کے باشندوں میں نظر آ رہا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم کسی طرح اُڑ کر بھی بیرونی ممالک میں پہنچ جائیں اور جو ایسا نہیں کر سکتے وہ خود کو کتر، گھٹیا اور محروم خیال کرتے ہیں یہ احساس اس قدر شدت اختیار کر رہا ہے کہ ان لوگوں کو ایک قسم کے foreign fever جنونِ پردیس میں مبتلا کر رہا ہے وہاں well settled لوگ بھی اپنے ممالک کو خیر باد کہہ کر چھوڑتے جا رہے ہیں اور باہر آکر پریشان ہوتے ہیں۔ پھر بچے بچیوں کے رشتوں کے بارہ میں بھی یہی صورت حال درپیش ہے۔ وہاں رشتہ کرنا بھی گویا عبث و فضول سمجھا جا رہا ہے اور کئی ایسے لوگ ہیں جو اپنے احساس کمتری کے ازالہ کے لئے باہر رشتے کرتے ہیں اور پھر بعد میں پریشان ہوتے ہیں۔

بالخصوص تعلیم یافتہ طبقے کے ایک حصہ میں احساس کمتری کے جذبہ کی تسکین کا ایک اور رجحان بھی پایا جاتا ہے اور وہ ہے اُردو کے ساتھ انگریزی بول بول کر دوسروں کو متاثر کرنے کا رجحان۔ اُردو انگریزی کی اس کھٹی مٹھی آمیزش کی مختلف لوگوں میں مختلف شرح اور تناسب ہوا کرتا ہے۔ بعض کا 50 فیصد اور بعض کا کم و بیش۔ یعنی دورانِ گفتگو جہاں دستیابیِ ذخیرہ الفاظ میں رکاوٹ محسوس کی حسبِ شرح ہوا کرتی ہے۔ یہ عجیب پُر تکلف سا کھیل لگتا ہے بالخصوص جہاں یہ کھیل نسبتاً کم تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ کھیلا جا رہا ہو وہاں اور بھی مضحکہ خیز دکھائی دیتا ہے۔ اس پُر

احساس کمتری کیا ہے؟ احساس کمتری وہ احساس ہے جس میں انسان خود کو معاشرے میں دوسروں سے بعض لحاظ سے کمتر اور گھٹیا خیال کرتا ہے۔ احساس کمتری کے نتیجے میں انسان کا جذبہ خود اعتمادی متاثر ہوتا ہے اور نتیجتاً اُس کی قوتِ کار بھی متاثر ہوتی ہے۔

احساس کمتری کے اسباب و اقسام

احساس کمتری کے کئی اسباب و اقسام ہیں مثلاً بدنی عیوب، مال و دولت، خاندان، نسل، قوم، ذات پات، ہنر، علم و فن، عہدہ رتبہ میں پستی کا احساس وغیرہ۔ ہم ذیل میں صرف چند ایک کا ذکر کریں گے۔ طبعاً ہر انسان چاہتا ہے کہ معاشرے میں اُس کی مناسب قدر و منزلت ہو۔ ظاہر ہے کہ اچھے اوصاف کے نتیجے میں اُسے معاشرے میں ایک اچھا مقام مل سکتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر انسان اپنے اندر ایسے حقیقی اوصاف پیدا کرے کہ معاشرے میں اُسے ایک جائز مقام ملے اور وہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ مگر بعض لوگ اپنی قدر ذاتی اوصافِ محمودہ کے ذریعہ کروانے کی بجائے منفی طور پر محض دوسروں کو مرعوب و متاثر کرنے کیلئے ذاتی و خاندانی بڑائی، دولت، جائیداد، علم، عہدہ رتبہ، خاندان، قوم، نسل، ذات پات کی وجاہت کے حوالے سے کرانا چاہتے ہیں اور اپنے منہ آپ میاں مٹھو بنتے چلے جاتے ہیں۔ مانا کہ جبلتِ خود نمائی یا جذبہ خود نمائی ایک خداداد چیز ہے۔ اس کا جائز استعمال بُرا نہیں مگر احساس کمتری کی تسکین کی خاطر جذبہ خود نمائی کو انتہا تک پہنچا دینا کہ یہ جذبہ نری خود ستائی (خود تعریفی) ہی رہ جائے بہت بُرا ہے۔ ایسا شخص جہاں اپنے احساس کمتری کو تسکین دینے کی ناکام کوشش کرتا ہے وہاں معاشرے میں دوسرے لوگوں کیلئے احساس کمتری اور جذبہ عدم اعتمادی بھی پھیلاتا ہے۔ اسے آگے چل کر ہم قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ابتدائی تعارفی ملاقات کے لمحات میں ہی دولت، علم، رتبہ، خاندان وغیرہ کی بڑائی کی بوچھاڑ کر دیں گے۔ پھر پوچھے سوالات کے جوابات کی ایک لمبی سانس میں نان سٹاپ گاڑی چلا دیں گے۔ ان کے اندازِ بیان میں ایسے تکلفات و خرافات ہوں گے جن سے عیاں ہوگا کہ سامع کو متاثر و مرعوب کرنے کی سازش کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سامع اُن کی قدر مادی ترازوں کے بائوں سے کرے۔ اُن کا ہر فقرہ خود ستائی انانیت، بڑائی، ذاتی تفاخر و وجاہت سے شروع ہو گا اور ہمیں ختم ہوگا۔ اُن کا ہر زاویہ کلام ایسی چیز کو اُجاگر (Highlight) کرے گا اور ایک اچھے فوٹو گرافر کی طرح جس pose سے بھی تصویر لیں گے focus ایک ہی نقطے کو کریں گے۔ ملٹ کا ہر بڑا افسر جاگیر دار کھاتا پیتا فرد اُن کا قریبی رشتہ دار ہوگا۔ خواہ اُس کے ساتھ کچھ جان پہچان بھی نہ ہو اور ہر قریبی مگر غریب رشتہ دار اُن کا تھوڑا بہت جاننے والا یا واقف کار یا قدیمی خدمت گار ہو گا۔ اس کیلنگری کے لوگ دوغلا اندازِ بیان رکھتے ہیں۔ حصول مقصد کی خاطر بناوٹی رنگ میں خود کو یا اپنے خاندان کو بُرا بھلا بھی کہہ ڈالیں گے تاکہ اُن کی خود ستائی کی مہم اصل (Genuine) لگے مگر سامع صاف سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ محض کھوکھی تصنع کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔

پھر ذاتی وجاہت کے اظہار کے لئے اُن کو بعض اوقات دروغ گوئی، مبالغہ آمیزی اور مبالغہ سازی کا سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔ جو اپنی جگہ ایک الگ عیب ہے خود ستائی کو آلہ کار بنا کر دوسروں کو متاثر کرنے اور باطنی احساس کمتری کو تسکین دینے سے کئی ایک اور نقصان بھی وابستہ ہیں۔ اس سے انسان اپنے اعلیٰ مقاصد سے دور ہٹ جاتا ہے اور وہ پدرم سلطان بود اور ہم چو ما دیگرے نیست کے چکر میں

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE



اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھیجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات-آراء-تجاویز

- مکرمہ نادیہ مشتاق بٹ لکھتی ہیں۔
میں روزنامہ افضل لندن آن لائن کا باقاعدگی سے
مطالعہ کرتی ہوں۔ میں آپ اور آپ کی ٹیم کے تمام اراکین
کی غیر معمولی کوششوں کو سراہتی ہوں۔ ہر آرٹیکل ہی ماشاء اللہ
لاجواب ہوتا ہے۔
- مکرمہ روبینہ اظہر-ہالینڈ لکھتی ہیں۔
روزانہ ہی روزنامہ افضل لندن آن لائن کے بے حد
علمی مضامین پڑھنے کے بعد share کرنے کو دل کرتا
ہے۔ بہت اچھی علمی و تربیتی کاوشیں ہر روز دیکھنے کو ملتی ہیں۔
- مکرمہ انوار احمد انوار لکھتے ہیں۔
روزنامہ افضل لندن آن لائن ماشاء اللہ بہت اچھا جا رہا
ہے۔ بہت علمی مضامین دیکھنے کو ملتے ہیں۔
- مکرمہ بقعۃ النور-جرمنی لکھتی ہیں۔
مختلف نوع کے مضامین پڑھ کر علم، ایمان اور عرفان
میں اضافہ ہوتا ہے۔

سنہری اقوال

- ☆ ایک معمولی بینک اکاؤنٹ کے باوجود ایک قناعت پسند انسان
دولتمند ہی ہوتا ہے۔
- ☆ خیالات ہر عمل کا بیج ہوتے ہیں، مجھے ہمیشہ اچھے اور خالص بیج
اگانے چاہئیں تاکہ بہترین پھل حاصل ہو۔
- ☆ ہر دن کے پوشیدہ راز ہوتے ہیں جنہیں آپ اکثر مشاہدہ
کرتے ہیں۔
- ☆ اپنا وقت اچھے کاموں میں صرف کرنا چاہئے۔

سحر و افطار

23-اپریل 2020ء

وقت افطار	وقت سحر	مکہ مکرمہ
18:43	04:37	مکہ مکرمہ
18:47	04:32	مدینہ منورہ
19:03	04:23	قادیان
18:45	04:04	ربوہ
20:12	03:34	اسلام آباد ٹلفورڈ

چاہتا ہے اور اس کے بالتقابل ایسے گروہ کی صحبت اختیار کی جائے
جو مثبت رویہ رکھتا ہے۔ علم و ہنر، فن، اخلاق و کردار کی خوشبو سے
معاشرہ کو معطر کرتا ہے۔ ایسے گروہ میں بیٹھ کر عملی طور پر بلند
پروازی کا ولولہ پروان چڑھتا ہے جو بالآخر حقیقی ترقی کا باعث بنتا
ہے اور احساس کمتری کا قلع قمع کرتا ہے۔ خاکسار نے اوپر احساس
کمتری میں مبتلا اور احساس کمتری پھیلانے والے مختلف گروہوں کا
ذکر کیا ہے مگر محض اُن کو مورد الزام ٹھہرانا قرین قیاس نہیں
اس میں اہل معاشرہ کا بھی کافی قصور شامل ہے۔ دولت، زمین،
جائیداد، روپیہ پیسہ، جتھہ، بیرون ملک کا لیبل، کوٹھی، کار، اعلیٰ عہدہ
وغیرہ جس کے پاس ہوں ہمیشہ معاشرہ ان کی زیادہ قدر کرتا ہے
بہ نسبت ایک نیک شریف النفس باخلاق صاحب علم آدمی کے۔ اگر
اہل معاشرہ بھی مثبت و حقیقی خوبیوں کے حامل شخص کی قدردانی
شروع کر دے تو اس سے احساس کمتری کے عوامل کی از خود حوصلہ
گھٹی ہوگی اور نتیجتاً احساس کمتری کا دائرہ کم ہوگا۔

ہومیو علاج

- احساس کمتری اور اسی طرح کے دیگر ذہنی و نفسیاتی عوارض کے
لئے ہم ذیل میں ہومیو علاج تحریر کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔
- یہ خیال کرے کہ وہ حقیر ہے۔
ارجنٹم نائٹ Arg-N 30-200
- دوسروں کو حقیر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے۔
پلائینا سٹیفنی سائیگریا
Staphisagria 30, 200 and high
- خود ستائی (خود تعریفی) کرے۔
پلائینا Platina 30, 200 and high
- خود اعتمادی نہ رہے۔
اناکارڈیم Anacardium 200 and high
- خوشامد پسند ہو، چاہے کہ اُس کی خوشامد کی جائے۔
پلاڈیم
- غرور اور تکبر نمایاں ہو۔ اپنے متعلق بہت بلند رائے رکھتا ہو
اور دوسروں کو کمتر سمجھتا ہو۔
پلائینا
- خیال کرے کہ اُسے سراہا نہیں جا رہا۔
پلائینا
- اپنی معاشرتی حیثیت سے مایوس ہو جائے۔
وربٹرم الہم Vrat 30-200

ملتے جلتے درج ذیل نفسیاتی عوارض کے لئے

- طلباء میں امتحان کا خوف۔
اناکارڈیم 30-200 یا بلند
امتحان میں نفل ہونے کا خوف۔
- ارجنٹم نائٹ 30-200 یا بلند
امتحان سے پہلے غیر معمولی گھبراہٹ ہو۔
جیلسمیم Gelsemium 30-200 یا بلند
- خیال کرے کہ وہ بے انتہا علم رکھتا ہے۔
کینا بس انڈیکا Cannabis Indica 30-200

تصنّع کارروائی سے سامعین متاثر کم اور متنفر زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی
طرح بعض مضمون نگار آداب، شعراء، مقررین ثقیل الفاظ کے
سہارے سے اس جذبہ کی تسکین کا سامان کرتے ہیں جو کہ درست
نہیں۔ ہمیں تسلیم ہے کہ اُردو ایک مخلوط زبان ہے اور اس کو مختلف
زبانوں کے حسین الفاظ کے اضافہ سے آراستہ کرنا اور ان الفاظ کے
استعمال سے دوسرے قارئین کو علمی لحاظ سے مستفیض کرنا ایک
نہایت احسن اور قابل تعریف فعل ہے مگر جس رجحان کی حوصلہ
گھٹی ہمیں مطلوب ہے وہ مختلف و جداگانہ شے ہے۔

مناسب صورتوں میں جذبہ خود نمائی کے تحت اظہار علم
بُرائی مگر منفی رجحانات کی ترویج کسی صورت بھی درست نہیں۔
معاشرہ میں پائے جانے والے احساس کمتری کے بعض دیگر گوشوں
کی نشاندہی کرنا بھی ضروری ہے۔ مردوں عورتوں کا نیت نئے
فیشنوں، ملبوسات، زیورات، قیمتی گاڑی پر غیر ضروری خرچ عموماً
احساس کمتری کے جذبہ کی تسکین کی خاطر ہوا کرتا ہے۔ سگریٹ
نوٹی تو ویسے ہی بُری ہے مگر قیمتی برانڈز کا دکھاوے کی خاطر
استعمال جس کے پس پردہ احساس کمتری کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔
اسی طرح شادی بیاہ کے مواقع پر غیر ضروری نمود و نمائش پر
آسراف سے بھی دراصل احساس کمتری کے جذبہ کی تسکین ہی مقصود
ہوتی ہے نیز اس سے دوسرے لوگوں میں احساس کمتری پیدا ہوتا
ہے۔ دعوتوں، ولیوں میں انواع و اقسام کے کھانوں پر بے تحاشا
خرچ جو متاثر کرنے کی غرض سے ہو سب احساس کمتری کے مختلف
مظاہر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل سے
دیا ہے اگر وہ آسراف سے بچیں، سادگی کی عمدہ مثالیں قائم کریں
تو یہ بہت بڑی نیکی ہے، اس سے معاشرہ میں احساس کمتری اور
احساس محرومی گھٹتا ہے، معاشرہ میں سکون و اطمینان کی فضا قائم
ہوتی ہے اس سلسلہ میں شیخ سعدیؒ کا کیا ہی عمدہ شعر ہے۔
تواضع ز گردن خر ازاں نکوست
گداگر تواضع کند خونے اوست
یعنی بڑے لوگوں کے لئے عاجزی، سادگی، نیکی ہے جبکہ ایک
نادار کی مجبوری ہے۔ نادار لوگ جب احساس کمتری کے جذبہ سے مجبور
ہو کر صاحب ثروت لوگوں کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کرتے ہیں
تو اُن کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ پس اصحاب ثروت ہی کو چاہئے کہ سادگی
کی خاطر اپنے کمزور بھائیوں کی خاطر قربانی پیش کریں۔

احساس کمتری کا علاج

اپنے اندر وہ اعلیٰ اوصاف پیدا کئے جائیں کہ معاشرہ از خود قدر
کرے نہ کہ خود ستائی کی ضرورت پیش آئے۔ گویا ”کسب کمال کن
کہ عزیز جہاں شوی“ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے بعض
پہلو کمزور تھے اور انہوں نے علم و ہنر و فن میں کمال پیدا کیا اور
معاشرے میں اپنا نام پیدا کیا اور اپنا لوہا منوایا۔ ایسے لوگوں کو خود
تعریفی کی ضرورت ہی کب پڑتی ہے اور وہ اس مقولہ کا مصداق
ٹھہرتے ہیں ”مشک آن است کہ خود بوئید نہ کہ عطار بوئید“ ایسے
لوگ گفتار سے نہیں کردار سے دوسروں کو متاثر کرتے ہیں۔ ایسے
گروہ کی صحبت سے بچا جائے جو خود بھی احساس کمتری کا شکار ہے
اور احساس کمتری پھیلاتا بھی ہے۔ وہ صرف ظاہر داری، زبانی جمع
خرچ اور زبانی پھوکے نعروں سے معاشرے میں اپنا رعب بھانا